مواعظ حسنہ نمبر
۲۹
بعثتِ نبوّت کے مقاصد
عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
ناشر:
الاختر ٹرسٹ انٹرنیشنل
کراچی ○ لاہور ○ اسلام آباد ○ پشاور ○ بہاولنگر ○ بنوں
لاہور آفس: یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ
پوسٹ بکس نمبر 2074 لاہور پوسٹ کوڈ نمبر 54000 ☎ 6370371 - 042-6373310

عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

نام وعظ ـــــــــــ **بعثتِ نبوت کے مقاصد**

واعظ ـــــــــــ عارف باللہ حضرت اقدس شاہ مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر ـــــــــــ **الاختر ٹرسٹ انٹرنیشنل**

اشاعت دوم ـــــــــــ ذیقعد 1421 ہجری

ملنے کے پتے

مواعظ کی ترسیل بذریعہ ڈاک صرف ان پتوں سے ہوتی ہے۔

یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور

بالمقابل چڑیا گھر، شاہراہ قائد اعظم، لاہور

پوسٹ بکس نمبر: 2074 پوسٹ کوڈ نمبر: 54000 فون: 6373310- فیکس: 042-6370371

انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ) نصیر آباد، باغبانپورہ لاہور۔ پوسٹ کوڈ: 54920

فون: 042-6551774, 042-6861584

نگران اشاعت **ڈاکٹر عبد المقیم** خلیفۂ مجاز: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

32 راجپوت بلاک نصیر آباد، باغبان پورہ لاہور ☎ : 6861584-6551774

فہرست

عنوان　　　　صفحہ

عنوان | صفحہ

عرضِ مرتب

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

دینی انحطاط کے اس دور کا ایک بہت بڑا المیہ یہ بھی ہے کہ مختلف شعبہ ہائے دین میں خدمات انجام دینے والے بعض حضرات صرف اپنے ہی شعبہ کو عین دین سمجھ کر دوسرے شعبوں کو بہ نظر استخفاف دیکھتے ہیں اور گویا کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ کے مصداق ہیں حالانکہ دین کا ہر شعبہ اپنی جگہ اہم ہے مکاتب قرآن اور مدارس علمیہ بھی دین کے شعبے ہیں، دعوت و تبلیغ بھی دین کا شعبہ ہے، خانقاہیں بھی دین کا شعبہ ہیں جہاں اصلاح و تزکیہ نفوس کا کام انجام دیا جاتا ہے جس پر قبولِ اعمال کا مدار ہے۔

مرشدنا و مولانا عارف باللہ حضرت شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ۱۴ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ بمطابق ۳۰ اگست ۱۹۹۶ء بروز جمعہ گیارہ بج کر ۴۵ منٹ پر خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال میں مسجد اشرف کی محراب سے نہایت جامع اور عالمانہ بیان فرمایا اور آیت يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ سے ثابت فرمایا کہ مکاتب قرآنی و مدارس دینیہ و خانقاہیں بعثت نبوت کے مقاصد میں سے ہیں۔ حضرت والا کا بیان علم و عشق کا مرقع، حقائق دینیہ کا مظہر، اور افکار و عقائد باطلہ کا قاطع تھا اور حضرت والا کے سوز و درد و کیف عشق میں ڈوبا ہوا جس سے سامعین کے قلوب سرشار اور آنکھیں اشکبار تھیں۔

ہاں کلیجے منہ کو آتے ہیں تری آواز سے
کس قیامت کی تڑپ اُف تیرے افسانے میں ہے

(جامع)

بہت سے اہلِ علم حضرات نے وعظ کے بعد فرمایا کہ جس آیت شریفہ سے حضرت والا دامت برکاتہم نے مقاصد بعثت نبوت کو ثابت فرمایا ہے ہماری نظر کبھی اس طرف نہیں گئی تھی۔ یہ عظیم الشان دلائل ناقابلِ رد ہیں۔

احقر راقم الحروف نے بیان کو مرتب کیا اور اس کا نام بعثتِ نبوت کے مقاصد (قرآن پاک کی روشنی میں) تجویز کیا گیا۔ حق تعالیٰ شرف قبول عطا فرمائیں اور حضرت والا کے فیوض و برکات تا قیامت جاری رکھیں اَطَالَ اللّٰہُ بَقَاءَہٗ وَاَدَامَ اللّٰہُ فُیُوْضَہٗ وَبَرَکَاتَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ آمین بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

احقر سید عشرت جمیل ملقب بہ میر عفا اللہ عنہ

خادم

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشنِ اقبال (۲) کراچی

حقیقت خانقاہ

اہل دل کے دل سے نکلے آہ آہ
بس وہی اختر ہے اصلی خانقاہ

برکات سفر دینی

مانا کہ بہت کیف ہے حُبِّ الوطنی میں
ہو جاتی ہے مے تیز غریب الوطنی میں

(حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم)

بعثتِ نبوّت کے مقاصد

قرآن پاک کی روشنی میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ

مِنَّا ط اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ (پ ۱ سورۃ البقرہ)

پچھلے جمعہ کو یہ آیت میں نے تلاوت کی تھی مگر اس کی تفسیر نہ ہو سکی کہ مضامین دوسرے آگئے اور بارش پر نہ بادلوں کو اختیار ہے نہ کسانوں کو اختیار ہے۔ جب حکم ہوجاتا ہے تو وہی بادل پانی برساتے ہیں اور وہی بادل پتھر برسا دیتے ہیں بجائے مفید بارش کے، اور جہاں برسنے کی اُمید ہوتی ہے وہاں سے دور بھاگ کر دوسری جگہ بارش کر دیتے ہیں۔ اسی طرح مضامین کی آمد بھی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ دُعا کر کے بیٹھ جاتا ہوں کہ جو مضمون آپ کے بندوں کے لئے مُفید ہو وہی دل میں عطا فرما دیجئے۔ میں خود بیان نہیں کرتا، بھیک مانگ کر بیٹھتا ہوں جو مالک بھیک دے گا وہی ہم آپ کو پیش کر دیں گے۔ ایک بھکاری اور ایک فقیر کے پاس کیا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بجز چیزے کہ دادی من چہ دارم

جو کچھ آپ نے عطا فرمایا ہے اس کے علاوہ اور میں کیا رکھتا ہوں ؎

چہ می جوئی ز جیب و آستینم

آپ میری جیب آستین کی تلاشی نہ لیجئے آپ کو تو سب معلوم ہے جو کچھ آپ دیں گے وہی تو ہم پائیں گے اور مولانا رومی نے عرض کیا۔

بر کف من نہہ شراب آتشیں

اے خدا اپنی محبت کی تیز والی شراب میرے ہاتھ پر رکھ دیجئے۔ آگ والی تیز والی نہایت گرما گرم اپنی شراب محبت میرے ہاتھ پر رکھ دیجئے۔

بعد ازیں کرو فر مستانہ بیں

اس کے بعد میری مستانہ شان و شوکت کو دیکھئے۔ ہم فقیروں کے پاس کیا ہے اگر آپ اپنی محبت کا جام ہم کو نہ پلائیں گے تو ہم کہاں سے مستی لائیں گے؟

مستی قہر و عذاب

ہاں ایک دوسری مستی آسکتی ہے اگر آپ کا کرم نہ ہو تو گناہوں کی مستی آسکتی ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں۔

از شراب قہر چوں مستی دہی

جس پر آپ عذاب نازل کرنا چاہتے ہیں تو اس کو اپنے عذاب کی مستی دیتے دیتے ہیں۔ وہ قہرِ الٰہی ہوتا ہے۔ ایسا شخص کیا کرتا ہے؟ ہر جگہ گناہ تلاش کرتا ہے، بیڈیوں کو تلاش کرتا ہے حسینوں کو تلاش کرتا ہے۔

نیست ہا را صورت ہستی دہی

جو فانی حسین ہیں وہ ان کے حسن پر پاگل ہوجاتا ہے تو جب تقاضا گناہ کا شدید ہو تو سمجھ لو اللہ تعالیٰ کے قہر اور عذاب کی بارش شروع ہوگئی۔ جلدی کسی اللہ والے کے پاس خانقاہوں میں چلے جاؤ اور دو رکعات توبہ پڑھ کر خدا سے اس بدمستی اور قہر والی مستی سے پناہ مانگو۔

مستی دو قسم کی ہے ایک بدمستی اور ایک خوش مستی۔ خوش مستی وہ ہے جو مالک پر فدا ہو اور گناہ سے نظر بچا کر مست رہے کہ کیا آپ کا کرم ہے کہ آپ نے اپنی راہ میں غم اُٹھانے کی توفیق دی۔ کہاں یہ میری قسمت۔ میرا پہلا شعر پہلے حج کا ہے۔ جب پہلا طواف نصیب ہوا تو میں نے اپنے مالک، رب البیت کو یہ شعر پیش کیا ؂

کہاں یہ میری قسمت یہ طواف تیرے گھر کا
میں جاگتا ہوں یارب یا خواب دیکھتا ہوں

جس کو اللہ پر فدا ہونا نصیب ہو جاتے سمجھ لو کہ اس کو صحیح مستی ملی ہے۔ اولیاء اللہ والی مستی ملی ہے، مقبولین بارگاہ کی مستی ملی ہے اور جس پر گناہ کی مستی سوار ہوتی ہے۔ یہ اللہ کے مردود بندوں کی مستی ہے۔ عذابِ الٰہی اور قہرِ الٰہی کی مستی ہے۔ ڈر جاؤ۔ جب کبھی دیکھو کہ تقاضا معصیت کا شدید ہو رہا ہے تو رونا شروع کر دو کہ اے خدا اس قہر کی مستی سے ہم کو پاک فرما دے۔

اصلاحِ قلب کی اہمیت

تو اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ اپنے دو پیغمبروں کا واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ دیکھئے دل کی اِصلاح جو ہے نہایت اہم چیز ہے۔ اگر دل کی اصلاح نہ ہو تو کعبہ شریف میں بھی مزہ نہیں آئے گا۔ اللہ کے گھر کا وہی مزہ لیتا ہے جو گھر والے سے محبت رکھتا ہے۔ آپ کسی کے گھر جائیں لیکن اگر والے سے محبت نہیں تو مزہ نہیں آئے گا۔ اس لئے میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک شخص نے ایک بزرگ سے کہا کہ میں حج کرنے جا رہا ہوں فرمایا فرض حج کر لیا؟ عرض کیا جی ہاں کر لیا۔ تو اس بزرگ نے فرمایا کہ جس کے گھر جا رہے ہو کیا اس گھر والے سے تمھاری جان پہچان ہے کہا جان پہچان تو نہیں ہے،

فرمایا کہ ایک سال میرے پاس رہ جاؤ۔ ایک سال کے بعد جب گئے تو اتنا مزہ آیا کہ دس بارہ جو حج کئے تھے اس کے سامنے کچھ نہیں تھے۔ جتنی زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور محبت ہوگی اتنی ہی کعبہ کی عظمت اور اس کا مزہ آئے گا۔

طواف بیتِ الرّب اور طواف ربّ البیت

اولیاء اللہ کو بیتُ الرب سے ربّ البیت مِل جاتا ہے۔ اللہ والے بیتُ اللہ کا خالی اللہ کے گھر کا طواف نہیں کرتے۔ وہ صاحبِ خانہ کا بھی طواف کرتے ہیں۔ ان کو خالی گھر کی زیارت نصیب نہیں ہوتی، بصیرتِ قلب سے صاحبِ خانہ کی بھی زیارت ہوتی ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

حج کردن زیارت خانہ بود

جو کعبہ کو دیکھ لے، عرفات کے میدان میں پہنچ جائے اس کا حج ہو جاتا ہے لیکن ؎

حج رب البیت مردانہ بود

حج ربِ البیت کرنا، جو گھر والا ہے اس کی زیارت کرنا یہ اولیاء اللہ کا کام ہے۔

مُسلمان بیتُ اللہ کو نہیں اللہ کو سجدہ کرتے ہیں

اسی لیے میرے شیخ نے فرمایا کہ ایک ہندو نے کہا کہ مولوی صاحب ہم کو پتھر کے بُت پوجنے سے منع کرتے ہو لیکن آپ کا کعبہ شریف جہاں آپ لوگ سجدہ کرتے ہو وہ بھی تو پتھر کا ہے۔ پھر ہم میں اور آپ میں کیا فرق ہے، ہمارے اور تمہارے درمیان کیا فرق ہے۔ میں پتھر کا بُت پوجتا ہوں اور تم کعبہ شریف جو پتھر کا ہے وہاں سجدہ کرتے ہو۔ یہ واقعہ میرے مرشد اوّل حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا۔ ان مولانا نے ہندو کو جواب دیا ؎

کافر ہے جو سجدہ کرے بُت خانہ سمجھ کر

اگر ہم کعبہ کو سجدہ کریں تو ہم کافر ہو جائیں ۔

کافر ہے جو سجدہ کرے بُت خانہ سمجھ کر
سر رکھا ہے ہم نے در جاناں سمجھ کر

ہم نے تو محبوب کی چوکھٹ پر سر رکھا ہے کہ میرے محبُوب کا گھر ہے۔ ہم گھر کو سجدہ نہیں کرتے گھر والے کو سجدہ کرتے ہیں۔ یہ تو محض سمت ہے، یہ تو ہمارے محبُوب نے رُخ بتایا ہے کہ جب کعبہ کی طرف تمھارا رُخ ہوگا تو تمھاری نماز بھی قبول، سجدہ بھی قبول۔ یہ رُخ اللہ تعالےٰ نے متعین فرمایا ہے۔ بیتُ اللہ کو سجدہ کرنے کو خدا نے نہیں فرمایا' اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ بیتُ اللہ جو ہے یہ اللہ ہے۔ فرمایا کہ یہ تو ہمارا گھر ہے۔ طواف کرنے کے لئے حج کے ارکان ادا کرنے کے لئے' اس کو خدا مت سمجھنا۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حجرِ اسود کا بوسہ لیا تو آپ رونے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی رونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر کیوں روتے ہو؟ عرض کیا کہ جب خُدا کا رسُول رو رہا ہے تو میں نہ رووٴں؟ اور حجرِ اسود کو یمین اللہ فرمایا گیا بطورِ نشانی کے لیکن حجرِ اسود بھی خدا نہیں ہے یاد رکھو بیتُ اللہ اور ہے رب البیت اور ہے۔ وہ تو رُخ ہے حکم ہے کہ اس طرف سجدہ کرو اس طرف نماز پڑھو اور اگر کسی کو جگہ نہیں معلوم کہ کعبہ کس طرف ہے نہ قبلہ نما پاس ہے نہ کوئی بتانے والا ہے تو تحری کرو' دِل میں سوچو' دل جس طرف کو گواہی دے کہ اس طرف کعبہ ہے تو اندازے سے جو رُخ کرو گے نماز ہو جائے گی۔

علامہ شامی کی اولیاء اللہ سے عقیدت اور سمتِ کعبہ کا ایک مسئلہ

علامہ شامی رحمۃُ اللہ علیہ

نے ایک باب باندھا ہے۔ باب کراماتِ الاولیاء۔ فرماتے ہیں کہ اگر کعبہ اٹھ کر کسی ولی اللہ کی زیارت کو چلا جائے تو نماز کیسے ہوگی۔ دیکھو شامی جلد اس۔ فرماتے ہیں کہ کعبہ اگر اٹھ کر کہیں چلا بھی جاتے تو جس زمین پر کعبہ شریف ہے جس کو بناء ابراہیمی کہا جاتا ہے۔ اس زمین سے آسمان تک سب کعبہ ہے لہٰذا وہی رُخ کافی ہے۔ علامہ شامی کی تحقیق دیکھئے کہ کراماتِ اولیاء کے یہ بڑے بڑے علماء کیسے معتقد ہیں۔

اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِيْمُ الْقَوَاعِدَ کی تفسیر

تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دو پیغمبروں کا حال بیان

فرمایا کہ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِيْمُ الْقَوَاعِدَ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ کی دیواریں اٹھا رہے تھے، قواعد جمع ہے قاعدہ کی اور قاعدہ کے معنی ہیں بُنیاد۔ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے بیان القرآن میں قواعد کا ترجمہ دیوار فرمایا اور فرمایا کہ اشرف علی قواعد کا ترجمہ دیواروں سے کیوں کر رہا ہے۔ اس کی وجہ اِذْ يَرْفَعُ ہے۔ جب بُنیاد سے چیز آگے اُٹھتی ہے، بُلند ہوتی ہے تو اسی کا نام دیوار ہے۔ لہٰذا رفعت قاعدہ مستلزم ہے دیوار کو یعنی جب بُنیاد اوپر اٹھتی ہے تو دیوار کہلاتی ہے۔ لہٰذا حضرت نے قواعد کا ترجمہ دیوار کیا اور وجہ بھی بتادی۔

حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے نام ساتھ ساتھ نازل نہ فرمانے کا راز

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام اور حضرت اسماعیل کا نام اللہ تعالیٰ نے ساتھ ساتھ نازل نہیں فرمایا۔ اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِيْمُ کے بعد الْقَوَاعِدَ مِنَ اور الْبَيْتِ میں الفاظ اور نازل فرمائے پھر وَاِسْمٰعِيْلُ کو آخر میں نازل کیا۔ مفسر عظیم علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب

باپ بیٹے دونوں ایک ساتھ بنا رہے تھے تو دونوں کا نام ساتھ ساتھ کیوں نازل نہیں فرمایا ابراہیم علیہ السلام کے لفظ کو نازل فرما کر اسماعیل کے لفظ کو ذرا فاصلے سے نازل کیا اور بیچ میں تین لفظ القواعد اور من اور البیت بڑھا دیئے تاکہ امت یہ نہ سمجھے کہ تعمیرِ کعبہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام دونوں برابر کے درجے میں شامل ہیں۔ بلکہ قیامت تک امت کو یہ معلوم ہو جائے کہ اصل تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے اور اسماعیل علیہ السلام ان کے معین کے درجہ میں ہیں۔ فَإِنَّهُ كَانَ صَغِيرًا وَّ مُعِينًا لَهُ وہ اس وقت چھوٹے تھے اور ان کے معین و مددگار تھے۔ مددگار اور ہوتا ہے اصل تعمیر کرنے والا مستری اور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مفسرِ عظیم علامہ آلوسی بغدادی مفتی بغداد کو جزائے عظیم دے اور ان کی قبر کو نور سے بھر دے۔ کتنا پیارا نکتہ بیان کیا کہ دونوں پیغمبروں کے ناموں میں ذرا سا فاصلہ کر دیا تاکہ دونوں میں مساوات لازم نہ آئے، بانی کعبہ میں اور معین تعمیر کعبہ میں برابری لازم نہ آئے اور معلوم ہو کہ کعبہ اصل میں ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر ہے اور اسماعیل علیہ السلام ان کے معین و مددگار ہیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا میں انبیا کی شانِ عبدیت کا ظہور ہے

پھر ان بزرگوں نے دونوں پیغمبروں نے دعا مانگی رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ اے ہمارے رب ازراہِ کرم ہمارے اس عمل کو قبول فرما لیجئے۔ تقبل باب تفعل ہے جس میں خاصیت تکلف کی ہے جس کے معنی ہوتے کہ تکلف قبول فرما لیجئے۔ ہماری قابلیت کو نہ دیکھئے۔ آپ کی عظمت غیر محدود کے شایانِ شان ہماری تعمیر نہیں ہے۔ آپ کے کعبہ مکرمہ کی جو شان ہے ویسی تعمیر ہم سے نہ ہو سکی لیکن آپ ازراہِ کرم قبول فرما لیجئے۔

اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ کی تفسیر

اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ آپ سُننے والے جاننے والے ہیں۔ ان دو ناموں سمیع اور علیم کے نزول کی وجہ بیان کی کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں اپنی یہ دو صفات کیوں نازل فرمائیں۔ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ یعنی سَمِيْعٌ بِدَعْوَاتِنَا آپ ہماری دُعا کو سُن رہے ہیں۔ وَعَلِيْمٌ بِنِيَّاتِنَا اور ہماری نیت سے آپ باخبر ہیں کہ ہم نے آپ ہی کے لئے یہ کعبہ بنایا ہے۔ سُبحان اللہ! کتنی پیاری تفسیر کی۔

سَمِيْع وعَلِيْم کا ربط

اور سمیع وعلیم میں ایک خاص ربط ہے۔ دُنیا میں آدمی بعض وقت سنتا تو ہے لیکن دل کے حال سے باخبر نہیں ہوتا۔ سمیع تو ہوتا ہے علیم نہیں ہوتا مثلاً ایک شخص دوسرے شخص کے سامنے اس کی خوب تعریف کر رہا ہے لیکن دل میں بُغض رکھتا ہے تو دوسرا شخص سن تو رہا ہے لیکن دل کے بُغض سے بے خبر ہے۔ سمیع تو ہے علیم نہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے یہ محال ہے کیونکہ وہ ہر ظاہر و باطن سے باخبر ہیں لہٰذا دونوں پیغمبروں نے سمیع کے بعد علیم فرمایا کہ آپ ہماری دُعا کو سن بھی رہے ہیں اور ہمارے دل کے حال سے بھی باخبر ہیں کہ ہم نے صرف آپ کے لئے کعبہ تعمیر کیا ہے۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ سے کیا مُراد ہے؟

اس کے بعد دونوں پیغمبروں نے دُعا مانگی رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ سے کیا مُراد ہے؟ کیونکہ مُسلمان تو وہ تھے ہی پیغمبر تو مُسلمان ہی ہوتا ہے۔ وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہم کو مُسلمان بنا دیجئے بلکہ یہ معنی ہیں کہ مسلمان تو ہم ہیں ہی اے اللہ ہم

دونوں کو آپ اپنا اور زیادہ مطیع و فرماں بردار بنا لیجئے۔ ہمارے اخلاص میں اور زیادہ ترقی عطا فرمائیے جو ایمان و یقین اور اطاعت و اخلاص اس وقت ہمیں حاصل ہے اس سے اور زیادہ اعلیٰ درجہ کا عطا فرما دیجئے۔ یہاں یہ مُراد ہے۔ اس لئے صرف ترجمہ دیکھنا کافی نہیں ترجمہ کے ساتھ تفسیر دیکھنا بھی ضروری ہے اور تفسیر میں کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو علماء سے پوچھنا چاہیئے ورنہ آدمی بالکل غلط معنیٰ سمجھتا ہے مُسلمین کے بارے میں وہ سوچے گا کہ نبی تو مُسلمان ہوتے ہی ہیں پھر وہ مُسْلِمَيْنِ لَكَ کی دُعا کیوں کر رہے ہیں لیکن تفسیر سے معلوم ہوا کہ اس سے مُراد اخلاص و اطاعت و فرماں برداری میں ترقی کی طلب ہے۔

تمام مناسکِ حج وحی سے بتائے گئے

وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا اور ہم کو حج کے احکام بھی بتلا دیجئے کہ حج کس طرح کیا جائے طواف کس طرح کریں منیٰ میں کب قیام کیا جائے اور وقوفِ عرفات کا دن اور وقت اور قیام مزدلفہ غرض حج کے پورے احکام اور طریقے ہمیں بتا دیجئے۔ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا میں تمام احکامِ حج شامل ہیں۔ اس لئے مفسرین لکھتے ہیں کہ آپ حج میں جتنے کام کرتے ہیں یہ کوئی من گھڑت اور خیالی پلاؤ نہیں ہے بلکہ جبرئیل علیہ السلام کو بھیج کر اللہ تعالیٰ نے حج کا پورا طریقہ اور احکام بتائے۔

کعبہ شریف زمین کے بالکل وسط میں ہے

اور کعبہ شریف جہاں واقع ہے وہ پورے عالم کا وسط ہے۔ آج دُنیائے سائنس اور پوری دُنیا کے کفر حیران ہے کہ زمین کے بالکل بیچوں بیچ، بالکل وسط میں کعبہ شریف کیسے بنایا گیا جب کہ اس وقت پیمائش کے آلات نہیں تھے سائنس کی ترقی نہیں تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

کو بتا دیا کہ یہاں کعبہ کی بُنیاد رکھو جو وسط ہے دُنیا کا اور اَرِنَا مَنَاسِکَنَا دو پیغمبروں کی دُعا ہے لہٰذا ان کی دُعا کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے بذریعہ جبرئیل علیہ السلام تمام مناسکِ حج اور پورا طریقہ حج وغیرہ کا بتایا۔ آج ہم لوگ جو حج کر رہے ہیں یہ پورا طریقہ جبرئیل علیہ السلام کا بتایا ہوا ہے جس سے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سب کو آگاہ فرمایا۔

تفسیر تُبْ عَلَيْنَا

وَتُبْ عَلَيْنَا اور ہم پر توجہ فرمائیے یعنی اپنی توجہ و مہربانی کو ہم پر قائم رکھئے۔ تُبْ عَلَيْنَا کی تفسیر علامہ آلوسی نے فرمائی ہے اَیْ وَفِّقْنَا لِلتَّوْبَةِ یعنی ہم کو توفیق توبہ دیجئے۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی توجہ سے مراد توفیق توبہ ہے۔ جس کو توفیقِ توبہ نہیں ہے وہ اللہ کی رحمت اور مہربانی سے بہت دُور ہے، مقامِ بُعد میں مُبتلا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی توبہ سے کیا مُراد ہے

یہاں پر علامہ آلوسی نے ایک اشکال قائم کیا کہ پیغمبر سے تو گناہ کا ارتکاب نہیں ہو سکتا کیونکہ نبی تو معصوم ہوتا ہے۔ پھر یہاں دونوں پیغمبر کیوں توفیق توبہ مانگ رہے ہیں۔ اس کا جواب یہ دیا کہ عوام کی توبہ اور ہے، خواص کی توبہ اور ہے اور یہاں نہ عوام کی توبہ مراد ہے نہ خواص کی بلکہ یہ اخص الخواص کی توبہ ہے۔ یعنی عام مسلمانوں کی توبہ ہوتی ہے گناہوں سے اَلرُّجُوْعُ مِنَ الْمَعْصِيَةِ اِلَى الطَّاعَةِ اور خواص امت کی توبہ ہوتی ہے غفلت سے اَلرُّجُوْعُ مِنَ الْغَفْلَةِ اِلَى الذِّكْرِ ہے اور یہ توبہ اخص الخواص کی ہے یعنی پیغمبروں کی توبہ ہے جس کا ترجمہ ہوگا اور ہمیں توفیقِ توبہ دیجئے لِرَفْعِ الدَّرَجَاتِ وَالتَّرَقِّيْ فِي الْمَقَامَاتِ یعنی ہم قرب کے جس مقام پر اب ہیں اس میں اور ترقی عطا فرمائیے اور ہم دونوں کے درجات اور بُلند کر دیجئے ہمارے

مقام قرب میں اور ترقی دیجئے۔ دیکھئے تفسیر روح المعانی۔ خوب سمجھ لیں کہ یہ توفیق توبہ گناہ سے نہیں ہے کیونکہ نبی معصوم ہوتے ہیں ان سے گناہ صادر ہی نہیں ہوتے۔ اگر اکابر کی تفاسیر نہ دیکھی جائیں تو آدمی کو اشکال پیدا ہو جائے گا کہ پیغمبر آخر کس بات کی توبہ مانگ رہے ہیں۔ علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں اتنے بڑے اشکال کو دو جملوں میں حل کر دیا کہ پیغمبروں کی توبہ لِرَفْعِ الدَّرَجَاتِ وَالتَّرَقِّیْ فِی الْمَقَامَاتِ ہے یعنی رفع درجات اور مقام قرب میں ترقی کی درخواست ہے۔

تواب رحیم کے تقدم و تاخر کے دو عجیب نکتے

اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ اور بے شک آپ تواب بھی ہیں رحیم بھی ہیں یعنی آپ توجہ فرمانے والے مہربانی فرمانے والے ہیں۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تواب کو پہلے کیوں نازل کیا اور رحیم کو بعد میں کیوں نازل کیا۔ اس کا عجیب نکتہ بیان فرمایا جو قابل وجد ہے۔ دوستو سن لو پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی۔ اس تقدم و تاخر کا راز یہ ہے کہ جس پر اللہ رحمت نازل کرتا ہے اسے پہلے توفیق توبہ دیتا ہے۔ تواب کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے مقدم فرمایا کہ ہم جس پر رحمت نازل کرتے ہیں پہلے اس کو توفیق توبہ دیتے ہیں اور توبہ کے ساتھ ہی رحمت نازل فرماتے ہیں۔ توفیق توبہ اور نزولِ رحمت دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ آگے آگے توفیقِ توبہ اور ساتھ ملا ہوا نزول رحمت۔ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے جار اور جیران یعنی پڑوسی ہیں، ایک دم ملے ہوئے آتے ہیں۔ توفیق توبہ اور رحمت کا نزول ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ جس نے اللہ سے معافی مانگ لی وہ سایۂ رحمت میں آگیا، ایک سیکنڈ کی دیر نہیں ہوتی۔ توفیق توبہ شروع ہوئی، بندہ نے استغفر اللہ کہا اور نزولِ رحمت ساتھ ساتھ شروع ہو گیا۔

ایک سیکنڈ کی تاخیر نہیں ہوتی. لیکن توفیق توبہ چونکہ مقدم ہے خواہ ایک سیکنڈ ہی کے درجہ میں سہی اس لئے اللہ تعالیٰ نے تواب کو مقدم کیا اور رحیم کو مؤخر فرمایا۔

فرقۂ معتزلہ کا رد

دوسری وجہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بیان فرمائی کہ فرقۂ معتزلہ ایک گمراہ فرقہ ہے جس نے یہ دعویٰ کیا کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی توبہ قبول کرنا قانوناً لازم ہے اس کو معاف کرنا اللہ پر نعوذ باللہ فرض ہے۔ اس لئے چودہ سو برس پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ دو لفظ تواب اور رحیم نازل فرمائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ آئندہ ایک نالائق فرقہ معتزلہ پیدا ہوگا جو ایسا بے ہودہ دعویٰ کرے گا۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ تواب اور رحیم کے اس تقدم و تاخر میں اللہ تعالیٰ نے معتزلہ کا رد فرما دیا کہ اے نالائقو! اگر میں تمہاری توبہ کو قبول کر لیتا ہوں تو یہ قانونی طور پر مجھ پر فرض نہیں ہے۔ میں رحیم ہوں شانِ رحمت سے تمہاری توبہ کو قبول کرتا ہوں، شان قانون سے نہیں شان ضابطہ سے نہیں۔ آہ! کیا بلاغت ہے اللہ تعالیٰ کے کلام میں کیا بلاغت ہے ذرا دیکھو تو سہی بھلا کوئی انسانی کلام ایسا ہوسکتا ہے! اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ شانِ رحمت سے ہم بندوں کی توبہ قبول کرتے ہیں۔

غفور اور ودود کا ربط

اسی طرح وَھُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ میں ایک خاص ربط ہے۔ میں پھولپور کے تالاب میں اپنے حضرت شیخ کے کپڑے دھو رہا تھا حضرت مسجد میں تلاوت کر رہے تھے تلاوت کرتے کرتے حضرت دوڑ کر آئے اور فرمایا حکیم اختر! جلدی آؤ۔ اس وقت ایک عجیب و غریب علم عطا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَھُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ تو اللہ تعالیٰ

نے اپنی بخشش کی صفت، غفور کی صفت کے بعد ودود کیوں نازل فرمایا کہ اے بندو معلوم ہے کہ ہم تم کو بہت کیوں معاف کرتے ہیں؟ کیونکہ ہم تم سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ دوسرا نام ودود جو نازل فرمایا یہ سبب ہے مغفرت کا۔ یعنی اے بندو! تمھیں ہم جلد معاف کیوں کرتے ہیں تو حضرت نے اپنی پوربی زبان میں فرمایا تھا کہ مارے میا کے یعنی مارے محبت کے، میا کہتے ہیں پورب کی زبان میں محبت کو، ماتما کو۔ کیا عجب الہامی علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غفور کے بعد ودود نازل فرما کر یہ بتا دیا کہ ہم تمھیں جو جلد مُعاف کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں تم سے بے حد محبت ہے، پالنے کی محبت ہے۔ جو بلّی پالتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بلّی کی بھی محبت دل میں ڈال دیتے ہیں، کتا پالتا ہے تو اس سے بھی محبت ہو جاتی ہے اور ہم ربُّ العالمین، تمھیں پالتے ہیں تو ہمیں تم سے محبت نہ ہوگی؟ جو ظالم توبہ ہی نہ کرے وہی خسارہ میں رہتا ہے۔

مقاصد بعثتِ نبوت

اس کے بعد دونوں پیغمبروں نے ایک دُعا مانگی۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ اے اللہ ہماری اولاد اور خونی رشتوں میں ایک پیغمبر پیدا فرما یعنی سید الانبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما اور وہ رسول کیا کام کرے گا، اس کی بعثت کا کیا مقصد ہوگا۔ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ آپ کے کلام کی آیات پڑھ کر لوگوں کو سُنائے۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ اور آپ کی کتاب کی تعلیم دے۔

يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

سے مکاتب قرآن اور دار العلوم کا ثبوت

دونوں پیغمبر دعا فرما رہے ہیں۔ وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ

یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ اے ہمارے رب ایک ایسا پیغمبر بھیجیے یعنی نبی آخر الزماں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ کے کلام کی تلاوت لوگوں کو سنائے وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ اور آپ کی کتاب کی تعلیم دے یعنی آپ کے کلام کے الفاظ کے معانی سمجھائے یُفَھِّمُھُمْ اَلْفَاظَہٗ قرآن پاک کے الفاظ کو سمجھائے وَیُبَیِّنُ لَھُمْ کَیْفِیَّۃَ اَدَائِہٖ اور ہر لفظ کی کیفیت ادا کو بھی سکھائے کہ یہ لفظ کیسے ادا کیا جائے گا۔ یعنی تجوید و قرات کی تعلیم دے۔ اس آیت سے مکاتب قرآن کے قیام کا ثبوت ملتا ہے جہاں تجوید و قرآت سکھائی جاتی ہے اور اسی آیت میں دارالعلوم کا ثبوت ہے جہاں کلام اللہ کی تفسیر ہوتی ہے۔ مقاصد بعثتِ نبوت کو اللہ تعالیٰ قرآن میں نازل فرما رہے ہیں کہ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ ہمارا نبی ہماری آیات لوگوں کو سناتا ہے جس سے مکاتب قرآن کا قائم کرنا ثابت ہوتا ہے اور وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ سے دارالعلوموں کے قیام کا ثبوت ہے کیونکہ آپ آخری نبی ہیں لہٰذا آپ کی بعثت کے مقاصد کو جاری رکھنا اُمت پر فرض ہے۔

وَیُزَکِّیْھِمْ سے خانقاہوں کے قیام کا ثبوت

کعبہ کی تعمیر کے ساتھ دو نوں

پیغمبر علیہما السلام یہ دُعا بھی فرمارہے ہیں کہ وَیُزَکِّیْھِمْ اور وہ نبی ایسا ہو جو دلوں کا تزکیہ کرے، ان کو پاک کرے۔ کیا مطلب کہ اے اللہ کعبہ تو ہم نے بنا دیا لیکن اگر دلوں کا کعبہ صحیح نہیں ہوگا تو اس کعبہ کی بیتُ اللہ کی کوئی قدر نہیں ہوگی۔ آپ کے گھر کی عزت وہی کرے گا جس کا دِل صاف ہوگا، جس کے دِل میں خُدا کا عشق اور محبت ہوگی۔ دیکھا آپ نے! دونوں نبی کعبہ بنانے کے بعد یہ دُعا کیوں کر رہے ہیں؟ کیونکہ مسلمان کا دل کعبہ ہے۔ پہلے اس کو غیر اللہ سے پاک کرو اسی لئے کلمہ میں پہلے لا الٰہ ہے کہ دل کو لا الٰہ سے

خالی کرو پھر الا اللہ کا نور ملے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو ساٹھ بتوں کو کعبہ سے نکال دیا مگر جب تک دِل سے غیر اللہ کے بُت نہیں نکلیں گے اس وقت تک یہ دِل اللہ کی عظمتوں کو، کعبہ کی عظمتوں کو نہیں پہچان سکے گا۔ اس لیے مزکّٰی و مُصفّٰی اور گناہوں سے توبہ کرکے جو متقی بندے حج کرتے ہیں ان کو کعبہ شریف میں کچھ اور نظر آتا ہے انھیں کعبہ کے انوار و تجلیات کا مشاہدہ ہوتا ہے اس لئے حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام نے درخواست کی کہ ہماری اولاد میں سے ایسا رسُول مبعوث فرمایئے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگوں کا تزکیہ کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی اولاد کے لئے دُعا کرے کہ اے اللہ آپ قیامت تک میری اولاد میں ایسے علماء ربانی پیدا فرمایئے جو آپ کے دیتے ہوئے دین کے باغ کو پانی دیں اور اس کو ہرا بھرا رکھیں ہمارے مکاتب قرآن کو اور ہمارے دار العلوموں کو قائم رکھیں۔ تو یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیَاتِكَ سے مکاتب قرآن کا ثبوت ہے اور یُعَلِّمُہُمُ الْکِتَابَ سے مدارس علمیہ کے قیام کا ثبوت ہے اور وَیُزَکِّیْہِمْ سے خانقاہوں کے قیام کا ثبوت ہے۔ تزکیہ بھی مقصد بعثت نبوت ہے اور نبوت اب ختم ہو چکی لہٰذا یہ کارِ نبوت آپ کے سچے نائبین و وارثین کے ذریعہ قیامت تک جاری رہے گا۔ خانقاہوں میں دلوں کی صفائی ہوتی ہے، دلوں کو غیر اللہ کے بازخانے اور کچرے سے پاک کیا جاتا ہے اِخلاص پیدا ہوتا ہے۔ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے ایک تبلیغی مرکز کے بہت بڑے اجتماع میں فرمایا کہ مدرسوں سے، تبلیغی جماعتوں سے اعمال کا وجود ملتا ہے۔ غور سے سُنئے فرمایا کہ مدرسوں سے، تبلیغی جماعتوں سے اعمال کا وجود ملتا ہے اور خانقاہوں سے اعمال کا قبول ملتا ہے۔ اللہ والوں سے اخلاص ملتا ہے جس کی برکت سے اعمال قبول ہوتے ہیں ورنہ اعمال میں ریا اور دکھاوا ہو جائے گا۔ اسی لیے مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جب تبلیغ سے واپس آتے تھے تو اپنے بزرگوں کی خدمت میں جا کر دل کی ٹیوننگ اور صفائی کراتے تھے اور فرماتے تھے کہ مخلوق میں زیادہ خلط ملط سے دل میں غبار سا آجاتا ہے جس کی صفائی میں خانقاہوں میں کراتا ہوں۔ جب موٹر زیادہ چلتی ہے تو پھر ٹیوننگ ضروری ہے یا نہیں ورنہ گرد و غبار سے انجن خراب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دل میں ریا، دکھاوا اور بڑائی آجاتی ہے۔ جس کی صفائی خانقاہوں میں ہوتی ہے تو خانقاہوں کا ثبوت یُزَکِّیہِم سے ہے۔

تعلیم اور تزکیہ کے تقدم و تاخر کے اسرارِ عجیبہ

میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلے پارہ میں تزکیہ موخر ہے تعلیم کتاب مقدم ہے اس میں علوم دینیہ کی عظمتُ شرافت کا بیان ہے تاکہ صوفیاء کو علوم دینیہ سے استغناء نہ ہو اور علم شریعت اور طریقت کو مغایر نہ سمجھیں اور پارہ (۴) اور پارہ (۲۸) میں تزکیہ کو مقدم فرما کر علماء دین کو تنبیہ و ہدایت فرمادی کہ تزکیہ کی نعمت سے تغافل نہ کرنا اور حضرت نے اس کی تمثیل یہ بیان فرمائی تھی کہ جہاں تعلیم مقدم ہے وہاں تحلیہ کی شرافت مقصود ہے جیسے عطر کی شیشی صاف کرنے سے مقصود عطر ہے کہ اس شیشی میں عطر ڈالا جائے اور جہاں تزکیہ مقدم ہے وہاں تخلیہ کی اہمیت مقصود ہے کہ گندی شیشی میں عطر کی خوشبو ظاہر نہ ہوگی۔ اس مثال سے علماء دین اور صوفیاء کرام دونوں کو ہدایت واضح ہوگئی کہ صوفیاء کرام زندگی بھر صرف قلب کی شیشی نہ دھوتے رہیں علوم کی بھی فکر کریں جو مظروف ہے اور علماء کرام علوم دین کے لئے قلب کی شیشی کے تزکیہ و تطہیر کی فکر کریں اس سے غافل نہ ہوں۔ سبحان اللہ! میرے شیخ کی یہ تقریر جامع شریعت و طریقت ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے فرمایا تھا کہ آپ حامل علوم شریعت اور حامل علوم طریقت ہیں۔

تعلیم کتاب میں حکمت کی اہمیت

اور یُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معلم ایسا ہونا چاہیئے جو کتاب بھی پڑھائے اور حکمت بھی بتائے یعنی لوگوں کو خوش فہمی اور فہم دین کی تعلیم دے۔ اگر معلم حکمت نہیں جانتا تو اس کی تعلیم کتاب ناقص ہے معطوف علیہ معطوف مل کر یعلمھم ہو گا۔ جو کتاب اللہ کو سمجھائے لیکن حکیمانہ انداز سے سمجھائے۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ جو صاحب حکمت نہیں ہیں ان کی تعلیم ناقص ہے۔ خالی رٹا دینے سے ترجمہ کرا دینے سے تعلیم کتاب کا حق تھوڑی ادا ہوتا ہے۔

حکمت کی پانچ تفسیریں

حکمت کی پانچ تفسیریں یاد کر لیجئے۔ مفسر عظیم علامہ آلوسی نے فرمایا کہ حکمت کی پانچ تفسیریں ہیں:

۱۔ حقائق الکتاب و دقائقہ وہ معلم کتاب اللہ کے حقائق و اسرار و حکم اور اس کی باریکیاں بتائے۔

۲۔ طریق السنۃ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کا طریقہ سکھائے اور سُنّت کا ہر طریقہ حکیمانہ ہے۔

دخولِ مسجد کی دُعا اور قعدہ میں تشہد کے رموز

مثلاً مسجد میں داخل ہوتے وقت رحمت کی دُعا ہے اور نکلتے وقت فضل کی دُعا ہے۔ رحمت سے مُراد وہی رحمت جو معراج کی رات میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو التحیات کے جواب میں عطا فرمائی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ اے اللہ میری تمام زبانی عبادتیں آپ پر فدا میری

ہر زبانی عبادت آپ ہی کے لئے ہے تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ سلام ہو آپ پر اے نبی۔ آپ قولی عبادت مجھ کو دے رہے ہیں میری طرف سے قولی سلام لیجئے۔ پھر آپ نے فرمایا وَالصَّلَوٰتُ اے خدا میری بدنی عبادتیں آپ کے لئے ہیں تو اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اے نبی آپ پر میری رحمتیں نازل ہوں۔ آپ نے بدنی عبادت مجھے پیش کی تو اس کا انعام لے لیجئے کہ میری رحمتیں آپ پر نازل ہوں گی۔ یہ رحمت انعام ہے نماز کا' بدنی عبادت کا۔

بس جو رحمت معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ میری اُمت کو بھی عطا ہو جائے لہٰذا آپ نے مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دُعا سکھا دی کہ کہو اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ تاکہ میری اُمت جو بدنی عبادت کے لیے آ رہی ہے' نماز کے لئے آ رہی ہے اس کو بھی وہ رحمت عطا ہو جائے جو مجھے معراج میں ملی اور میری اُمت اس رحمت سے محروم نہ رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَالطَّیِّبَاتُ اور میرا سب مال اے اللہ آپ پر فدا ہو' میری مالی عبادتیں آپ ہی کے لئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَبَرَکَاتُهٗ اے نبی میری برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ جو ہم پر مال خرچ کرے گا ہماری برکتیں اس پر نازل ہوں گی۔ برکت کے معنی کیا ہیں۔ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ برکت کے معنی ہیں فیضان خیرات الٰہیہ۔ اللہ تعالیٰ کی خیرات کی بارش۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر خیر اور بھلائی کی بارش ہو جائے۔

مسجد سے نکلتے وقت روزی مانگنے کا راز

تو وَبَرَکَاتُهٗ سے معلوم ہوا کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں ان پر اللہ کی طرف سے برکات نازل ہوتی ہیں اور مسجد سے نکلتے

وقت جو دعا ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ تو فضل سے مراد رزق ہے
فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ۔
جب نماز پوری ہو چکے تو تم زمین پر چلو پھرو اور خدا کی روزی تلاش کرو (ترجمہ بیان القرآن)
اب دکان کھولو، روزی تلاش کرو۔ فضل سے مراد یہاں روزی ہے جب رزق کا نام اللہ نے فضل رکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھا دیا کہ جب عبادت کر کے مسجد سے نکلو تو اللہ میاں سے کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ اے اللہ میں آپ سے آپ کے رزق کا سوال کرتا ہوں۔ مطلب یہ کہ لے اللہ باطن تو نور سے بھر گیا، عبادت کر کے آرہے ہیں مگر آپ نے پیٹ بھی تو دیا ہے اب اس کے لئے کچھ چاہئے، ڈبل روٹی، انڈا، مکھن بھی دیجئے۔ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ سے اس دعا کا ایک خاص ربط ہے۔ نبی سے زیادہ اللہ کا مزاج شناس کوئی نہیں ہو سکتا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا۔ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ کے بعد اللہ تعالیٰ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ کے بعد اللہ تعالیٰ روزی کی تلاش کی اجازت دے رہے ہیں تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد سے نکلتے وقت یہ دعا سکھا دی کہ اب اللہ تعالیٰ سے روزی مانگو کہ اے اللہ اب ہم مسجد سے نکل رہے ہیں ہم لوگوں کو روزی بھی دیجئے تو حکمت کی پانچ تفسیروں میں دو تفسیریں ہو گئیں (۱) حقائق الکتاب ودقائقہ (۲) طریق السنۃ۔

صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ کی شرح اور طریق السنۃ کی تعلیم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ سکھائے مثلاً نماز تو فرض ہے مگر نماز کا پورا طریقہ قرآن شریف میں نہیں ہے۔ بتائیے قرآن شریف میں کہیں التحیات ہے؟ مغرب کی تین رکعات کہیں ہیں؟ قرآن پاک تو نماز پڑھنے کا حکم دیتا ہے لیکن کیسے پڑھیں وہ ہے طریق السنۃ۔

نبی کے طریقہ پر جو نماز ادا ہوگی وہ قبول ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ اے صحابہ نماز ایسے پڑھو جیسے میں پڑھتا ہوں صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ ایسے پڑھو جیسا کہ تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہے ہو۔ یہ صرف صحابہ کی آنکھوں کو شرف حاصل ہے جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حالتِ نماز میں پایا ہے۔ صحابہ کے علاوہ کون ہے جس نے پیغمبر کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہو خواہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہوں کسی کو یہ شرف حاصل نہیں۔ یہ صحابہ کی قسمت تھی جنہوں نے کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ کا مقام پایا۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جیسا تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو بس اس کی نقل کر دو، اس کی صورت بنا لو۔ نبوت کی نماز کی باطنی کیفیت تمہیں کہاں حاصل ہو سکتی ہے، مقام نبوت سے تمہاری نماز کہاں ہو سکتی ہے۔ بس تم میری نقل کر لو، جیسے میں نماز میں اٹھتا بیٹھتا ہوں جیسے رکوع اور سجدہ کرتا ہوں تم میرے قیام وقعود و رکوع و سجود کی نقل کر لو تو نقل کی برکت سے تمہیں سب انعام مل جائے گا، تمہاری نماز قبول ہو جائے گی۔ صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ جیسا تم مجھے دیکھتے ہو کہ میں نماز پڑھتا ہوں تم اس کی نقل کر دو ورنہ وہ دِل کہاں سے پاؤ گے جو پیغمبر کے سینہ میں ہے، وہ مقامِ نبوت کہاں سے پاؤ گے لہٰذا تمہارا کام نقل سے بنے گا۔

حکمت کی تیسری تفسیر

حکمت کی تیسری تفسیر ہے الفقہ فی الدین دین کی سمجھ ہو بعض لوگ علم بہت رکھتے ہیں لیکن دین کی سمجھ نہیں ہے، تفقہ نہیں ہے۔ دین کی سمجھ بھی ہونی چاہیئے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک من علم کے لئے دس من

عقل چاہیئے۔ یک من علم را دہ من عقل باید علم کے لئے عقل وفہم بھی چاہیئے۔ بے وقوف انسان کو اگر مولوی بنا دو تو ہر جگہ طاقت استعمال کرے گا۔ مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ لندن میں ایک شخص نے گیراج میں موٹر پیش کی کہ اس کو ٹھیک کر دو، اس نے ایک چھوٹی سی ہتھوڑی اُٹھائی اور ایک پرزے پر ٹھک سے مار دیا اور کہا لائیے دس پونڈ۔ جو یہاں کا پانچ سو روپیہ ہوا، موٹر والے نے کہا کہ میاں ایک ہتھوڑا ٹھک سے مار دیا یہ کون سا کمال دکھایا جو دس پونڈ مانگ رہے ہو یہ محنت تو ایک پونڈ کے قابل بھی نہیں ہے۔ اس نے کہا میں نے ہتھوڑی مارنے کا پیسہ تھوڑی لیا ہے اس دماغ کا لیا ہے کہ ہتھوڑی کہاں ماری جائے، کس پرزہ پر ماری جائے اس کا پیسہ لیا ہے، اس کا نام حکمت ہے۔ الفقہ فی الدین کے معنی ہیں کہ ہم دین کو کس طرح استعمال کریں، کیسے سمجھائیں۔

حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حکمتِ دینیہ

میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب سے ایک بدعتی مرید ہوا رام پور میں۔ اس نے پوچھا کہ میں عہد نامہ، دُرودِ تاج، دُرودِ لکھی یہ سب پڑھتا ہوں۔ حضرت نے اس سے پوچھا کہ کتنی دیر تک پڑھتے ہو۔ کہا کہ پچیس منٹ، حضرت نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بنایا ہوا دُرود زیادہ بہتر ہے یا علماء کا؟ اس نے کہا کہ علماء تو غلام ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمارے آقا ہیں۔ فرمایا کہ التحیات کے بعد جو دُرود شریف ہے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا فرمودہ ہے۔ لہٰذا تم اس دُرود کو پچیس منٹ پڑھ لیا کرو۔ اس بہانہ سے اصلاح فرما دی۔ اگر کہہ دیتے کہ یہ سب حرام ہے ناجائز ہے، یہ ہے وہ ہے تو وہ فوراً کہتا کہ افوہ

توبہ توبہ مولانا ہمیں کیا پتہ تھا کہ تم کیا ہو لیکن اللہ تعالیٰ اللہ والوں کو حکمت دیتا ہے محبت سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں اور محبت ملتی ہے اہل محبت کی صحبت سے۔ صحبت میں رہتے نہیں اس لئے اب خشکی آگئی ہے جس کی وجہ سے لوگ ان سے بھاگتے ہیں۔ دیکھئے اہلِ محبت اللہ والوں کی غلامی کے صدقہ میں میرے کچھ شعر ہوتے ہیں ؎

شرطِ توحید کامل یہی ہے
عشق ہو آپ کا قلب و جاں میں
گر نہ صلِّ علیٰ ہو زباں پر
کیا اثر ہو گا آہ و فغاں میں

اس شخص کی توحید مکمل نہیں جس کے قلب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق نہ ہو۔ اگر درود شریف نہیں پڑھو گے تو تمہاری دعائیں تمہاری آہ وفغاں قبول نہیں ہوں گی۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے جس کو اختر نے نظم کر دیا۔ اگر یہ اشعار ساری مسجدوں میں لکھ دیئے جائیں تو انشاء اللہ کسی فرقہ کا آدمی آپ کا سر نہیں پھاڑے گا، ان کی غلط فہمی دور ہو جائے گی۔ وہ پھر کہیں گے کہ بھائی یہ تو عاشقِ رسول ہیں اور پانچوں وقت مسجد میں آتے ہوئے اور مسجد سے جاتے ہوئے درود شریف پڑھ رہے ہیں۔

حکمت کی چوتھی تفسیر

(۴) ما تکمل بہ النفوس یہ فعل مضارع مجہول ہے وہ علوم کہ جن سے انسانوں کے نفس اللہ والے بن جاتے ہیں من الاحکام والمعارف ایسے احکام ایسے علوم و معارف بیان کئے جائیں جس سے انسان کا نفس مجلّٰی، مصفّٰی، مزکّٰی ہو کر اللہ والا بن جائے وہ سب حکمت میں داخل ہیں۔

ما تکمل به النفوس مضارع مجہول، یہ مفعول مالم یسم فاعلہ ہو کر مرفوع ہو رہا ہے، اس پر پیش ہے ماتکمل به النفوس من الاحکام والمعارف میں من بیانیہ ہے کہ وہ کیا چیز ہے جس سے نفوس پاک ہوتے ہیں۔ اللہ کے احکام کو اور معارف کو محبت و عظمت کے ساتھ بیان کرو تاکہ معرفت حاصل ہو۔ معرفت سے محبت پیدا ہوگی اور محبت سے فرماں برداری کی توفیق ہوگی۔ اگر معرفت اور پہچان نہیں ہے تو پھر محبت بھی نہیں ہوگی۔ ناظم آباد میں میرے پاس دو شیخ الحدیث آئے۔ دونوں پاس بیٹھے ہوتے تھے اور دونوں ساتھ پڑھے ہوئے تھے مگر پہچان نہیں تھی کیونکہ چالیس سال کے بعد ملے تھے۔ دونوں اجنبی کی طرح میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے میں نے تعارف کرایا کہ یہ خیر المدارس کے محدث ہیں اور یہ ٹنڈو اللہ یار کے محدث ہیں یہ سننا تھا کہ دونوں کھڑے ہو گئے اور ایک دوسرے کے سینہ سے لپٹ گئے کہ ارے ہم دونوں تو ساتھ پڑھتے تھے تو محبت کب ہوئی جب معرفت ہوئی ورنہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے اجنبی کی طرح۔ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے لیکن محبت کا جوش نہیں ہو رہا تھا۔ عدم معرفت سے عدم محبت تھی جب میں نے تعارف کرایا تو دونوں کھڑے ہو کر لپٹ گئے اور میرا شکریہ ادا کیا۔ اسی طرح جو معرّف بندے کی اللہ سے جان پہچان کرا دے اس کا بھی شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ اگر چار سال کے بچے کو اس کا ابا چھوڑ کر چلا جائے اور بیس سال کے بعد آئے تو وہ بچہ اپنے ابا کو نہیں پہچانے گا، اپنے ساتھ ایک بڈھے میاں کو لے جائے گا کہ بڑے میاں آپ میرے ابا کو دیکھے ہوئے ہیں، پہچانتے ہیں چلیں آپ ایئر پورٹ، ایئر پورٹ پر ایک بڈھا کہتا ہے کہ بیٹا بستر اٹھاؤ تو وہ کہے گا کہ کیا بیٹا بیٹا کر رہے ہو، میں اپنے ابا کو ڈھونڈ رہا ہوں تو وہ بڈھا معرّف کہتا ہے کہ ارے یہی تو تیرا ابا ہے۔ تب بے چارہ رو کر معافی مانگتا ہے کہ ابا مجھے معاف کر دیجئے میں نے

آپ کو پہچانا نہیں تھا تو ایسے ہی جب اللہ والوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی پہچان ہوجاتی ہے تب وہ اللہ کی عبادت نماز، روزہ کرتا ہے اور نظر بچانے کی تکلیف اُٹھاتا ہے اور کہتا ہے اللہ میاں اب تک جو میں نے آپ کے احکام کے بوجھ نہیں اٹھائے میری نالائقی تھی معاف فرما دیجئے۔

حکمت کی پانچویں تفسیر

اور پانچویں تفسیر ہے وضع الاشیاء فی محالھا محل کی جمع محال ہے یعنی ہر چیز کو اس کے محل میں استعمال کیا جائے جس چیز کو جس کام کے لئے اللہ نے بنایا اس کو اسی کام میں استعمال کرو۔ آنکھیں کعبہ شریف دیکھنے کے لئے والدین کو دیکھنے کے لئے ہیں۔ جو اپنے ماں باپ کو رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے اس کو ایک حج مقبول کا ثواب ملتا ہے۔ ان آنکھوں کو وہاں خرچ کرو یَنْظُرُ اِلٰی وَالِدَیْہِ جو اپنے والدین کو دیکھے محبت سے نَظْرَۃَ رَحْمَۃٍ رحمت کی نظر سے دیکھے کہ ایک دن ہم چھوٹے سے تھے ماں باپ نے ہم کو پالا تو اس نظرِ رحمت کے صدقے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک حج مقبول کا ثواب ملے گا۔ صحابہ نے پوچھا کہ اگر ہم سو مرتبہ اپنے ماں باپ کو رحمت سے دیکھیں تو کیا اللہ سو حج کا ثواب دے گا؟ فرمایا کہ اللہ پاک اس سے بھی زیادہ کریم ہیں۔ وہاں کوئی کمی نہیں۔ تو یہ پانچویں تفسیر ہے کہ ہر چیز کو اس کے محل میں خرچ کرو۔ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے جس کام کے لئے بنایا ہے اس میں استعمال کرو اور جس چیز سے منع فرمادیا ہے اس سے رُک جاؤ کانوں کو گانا سُننے سے منع کیا گیا ہے' آنکھوں کو نامحرم کو دیکھنے سے منع کیا گیا ہے' زبان کو حرام کھانے سے منع کیا گیا ہے' جن اعضاء کو جس کام کے لئے اللہ نے پیدا کیا ہے وہی کام ان سے لو جس کام سے روکا ہے وہ کام ان اعضاء سے نہ لو۔ یہی ہے۔ وضع الاشیاء فی محالھا۔

إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

تفسیر إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

آخر میں فرمایا کہ یا اللہ یہ پیغمبر کا بھیجنا اور صحابہ کا ایمان لانا اور ان کے دلوں کا تزکیہ اس کے لئے آپ کی زبردست طاقت کی ضرورت اور مدد کی ضرورت ہے آپ غالب القدرۃ ہیں۔ اَلْعَزِیْزُ کے معنی ہیں القادر علیٰ کل شیٴ ولا یعجزہ شیٴ فی استعمال قدرتہ ایسی طاقت والا جس کے استعمال قدرت میں کوئی چیز رکاوٹ نہ ڈال سکے۔ یعنی اگر آپ ارادہ کرلیں گے کہ مجھے اس پیغمبر کو بھیجنا ہے تو وہ پیغمبر آکر رہے گا' اگر آپ ارادہ کرلیں کہ مجھے فلاں فلاں کو اپنے نبی کا صحابی بنانا ہے تو وہ بن کر رہیں گے۔ اگر آپ کسی کو ولی بنانے کا ارادہ کرلیں تو وہ ولی بن کر رہے گا۔ جب تک آپ کا ارادہ آپ کی مشیت آپ کی مدد شامل حال نہیں ہوگی۔ کوئی بندہ اللہ والا نہیں بن سکتا۔ اس لئے کہ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ آپ غالب القدرۃ ہیں اور آپ کی قدرت ایسی ہے کہ اگر کسی چیز کا آپ ارادہ کرلیں تو آپ کے ارادے کو مراد تک پہنچنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ جب آپ ایسے غالب القدرۃ ہیں تو آپ ہی کی ذات اس قابل ہے کہ اس سے دُعا کی جائے۔ اگر اللہ ابھی ارادہ کرلے کہ جتنے لوگ اشرف المدارس کی اس مسجد میں بیٹھے ہیں سب کو ولی اللہ بنانا ہے تو اسی وقت ہم سب کے سب ولی اللہ ہوجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس آیت کی تفسیر کے صدقے میں ارادہ فرمالے۔ اے اللہ آپ ارادہ فرمالیں اور ہم سب کو ہماری اولاد کو ہمارے خاندان کو ہمارے احباب کو غرض ہم سب کو مزکّٰی' مجلّٰی' مصفّٰی بنا کر اپنا ولی بنالیں' ہم سب کا تزکیہ ہوجائے۔

اور آپ حکیم ہیں کہ آپ قدرت کا استعمال حکیمانہ کرتے ہیں الذی یستعمل

قدرتہ بالحکمۃ جو اپنی قدرت کو حکمت کے ساتھ استعمال کرے۔ کیونکہ ایک ریچھ تھا وہ اپنے آقا کو پنکھا جھل رہا تھا مالک نے اس کو سکھا دیا تھا وہ اپنی طاقت کو صحیح استعمال کر رہا تھا اتنے میں ایک مکھی آقا کی ناک پر بیٹھ گئی تو اس نے ہٹا دیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر بیٹھ گئی جب کئی دفعہ بیٹھی تو ریچھ کو غصہ آگیا اور وہ ایک پتھر لایا۔ اب جو مکھی بیٹھی تو تو مالک کی ناک پر پانچ کلو کا ایک بڑا پتھر لا کر مار دیا۔ نہ اس کی ناک رہی نہ مکھی، ناک بھی غائب مکھی بھی غائب تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بھالو نے طاقت تو استعمال کی مگر غیر حکیمانہ تو اے خدا آپ جو طاقت استعمال فرماتے ہیں وہ حکیمانہ ہوتی ہے کہ جس سے بندوں کا نقصان نہیں ہوتا۔ لَنْ یُّصِیْبَنَآ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا ہمیں ہرگز کوئی مصیبت نہیں آسکتی مگر جو آپ نے ہمارے فائدے کے لئے لکھ دی ہے بعض وقت مصیبت سے بندے ولی اللہ ہو گئے۔ میرا ایک شعر یاد آیا، میرا شعر ہے اختر کا۔ بعض لوگ کہتے ہیں میرا کیوں کہتے ہو، میں کہتا ہوں تو کیا تیرا کہہ دوں جب میرا شعر ہے تو تیرا کیوں کہوں۔ غور سے سنئے ؎

آپ تک لائی جو موج رنج و غم
اس پہ قرباں سینکڑوں ساحل ہوئے

کروڑوں کروڑوں بے سکونیاں اور پریشانیاں اس غم پر فدا ہو جائیں جو غم ہمیں اے اللہ آپ تک پہنچا دے مولانا رومی نے لکھا ہے کہ ایک شخص اپنے معشوق کی تلاش میں تھا اور کوتوال شہر نے اس کو سمجھا کہ یہ پاگل ہے یا چور ہے۔ کہا بارہ بجے رات کو کہاں پھر رہے ہو، کہا میں اپنے محبوب کی تلاش میں ہوں۔ اتنے میں اس نے مارنا شروع کر دیا بید پر بید لگائے۔ وہ بھاگتا رہا یہاں تک کہ ایک گلی میں مڑ

گیا کوتوال کا گھوڑا نہیں مڑ سکا، پتلی گلی تھی یہ جیسے ہی مڑا سامنے باغ کی ایک چار دیواری آگئی۔ یہ اس میں کود گیا جہاں اس کا محبوب بیٹھا ہوا تھا، اپنے محبوب کو اچانک پاکر اس نے کہا اے خدا اس تھانیدار کے ہر بید پر ایک ہزار رحمتیں نازل فرما۔ ہر ڈنڈے پر ہزار ہزار رحمت نازل فرما کہ جس کے ڈنڈے نے مجھے میرے محبوب سے ملا دیا تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ قصہ تو ایسے ہی فرضی و مجازی ہے لیکن اصل مقصد میرا یہ سمجھانا ہے کہ جو مصیبت ہمیں اللہ تک پہنچا دے وہ مصیبت مصیبت نہیں۔ لیکن خدا سے عافیت مانگئے کیونکہ اللہ قادر ہے ہے کہ ہمیں عافیت سے اللہ والا بنا دے۔ اس لئے مصیبت مانگنا جائز نہیں ہے یہ بات یاد رکھئے۔ یہی کہئے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ ہمیں دُنیا میں بھی آرام سے رکھئے آخرت میں بھی آرام سے رکھئے لیکن اگر کوئی تکلیف آجائے تو سمجھ لو کہ اس میں ہمارا نفع ہے۔ اس آپریشن سے دل کو توڑنا ہے، کبر کو توڑنا ہے، غفلت کے پردوں کو چاک کرنا ہے۔ غفلت کے کینسر کے جراثیم پر ڈی ڈی ٹی چھڑکی جا رہی ہے کہ جب صحیح رہتے ہو تو نظارے بازی کرتے ہو، معشوقوں کو تلاش کرتے ہو، اب گُردے کا درد اٹھا ہے تو اب معشوقوں کو تلاش کرو۔ آنکھوں میں کالا پانی آگیا اب دیکھو نا معشوقوں کو اللہ تعالیٰ کی عطا فرمودہ صحت اور عافیت کی قدر کرو جو آرام میں اللہ کو یاد کرتا ہے تو دکھ میں خدا اس کو یاد رکھتا ہے۔ یہ روایت حدیث شریف کی میں نے خود دیکھی۔ جو سکھ میں اللہ کو یاد کرے تو دُکھ میں کیوں ہو۔ بس مضمون ختم ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ آج بس اللہ ارادہ کرے اس آیت کی تفسیر اور

پورے قرآن پاک کی عظمت کے صدقے میں، اس آیت کی تفسیر کی عظمت کے صدقے میں اے خدا ہم سب کے لیے سو فیصد ارادہ فرمالے، ہم میں سے ایک بھی محروم نہ جائے، جتنے ہم لوگ بیٹھے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اللہ والی زندگی نصیب فرمادے، اللہ والا بنادے تقویٰ کی زندگی عطا فرمادے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق دے دے اور ہر چھوٹے بڑے غم سے بچاتے ہر چھوٹی بڑی پریشانی چھوٹی بڑی بلا اور چھوٹے بڑے غم اور مصیبت سے بچاتے اور جو ہمیں ستانے کا ارادہ کرے اللہ اس کو ہدایت دے کہ آکر معافی مانگے اگر اس کی ہدایت مقدر نہ ہو تو قدرت قاہرہ کے ڈنڈے سے اس کی کمر توڑ دے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

چند اشعار عارفانہ

از حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

جاں بازی عشق

جان دے دی میں نے انکے نام پر
عشق نے سوچا نہ کچھ انجام پر

○

انجامِ حسنِ فانی

دوستو مرتا نہ ان گلفام پر
خاک ڈالو گے انہیں اجسام پر

○

فنائیت حُسن و عِشق

اُن کا چراغ حسن بجھا یہ بھی بجھ گئے
بلبل ہے چشم نم گل افسردہ دیکھ کر

○

چہرہ کا جُغرافیہ بدلنے سے عشقِ فانی کا زوال۔

اُدھر جغرافیہ بدلا اِدھر تاریخ بھی بدلی
نہ اُن کی ہسٹری باقی نہ میری ہسٹری باقی

○

نزولِ سکینہ برقلبِ عارف

میرے پینے کو دوستو! سُن لو
آسمانوں سے مے اُترتی ہے
اس میکدۂ غیب سے کیا جام ملا ہے
ہے دُور مجھ سے دوستو دُنیا نے تفکّر

○

عشقِ مجازی عذابِ الٰہی

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لُوٹے

گر خدا چاہے تو پہلے عاشقِ ابرار ہو

عشق کا اے دوستو! ہم سب کا یہ میعار ہو
متبعِ سُنت ہو اور بدعت سے بھی بیزار ہو

اتباعِ سُنتِ نبوی سے دل سرشار ہو
نورِ تقویٰ سے سراپا حاملِ انوار ہو

عاشقِ کامل کی بس ہے یہ علامت کاملہ
جاں فدا کرنے کو ہر دم سر بکف تیار ہو

عشقِ سُنت کی علامت ہر نفس سے ہو عیاں
خواہ وہ رفتار ہو، گفتار ہو، کردار ہو

صحبتِ مُرشد سے نسبت تو عطا ہو گی مگر
اجتنابِ معصیت ہو ذکر کی تکرار ہو

عشقِ کامل کی علامت یہ سُنا کرتا ہوں میں
آشنائے یار ہو بیگانۂ اغیار ہو

ہے یہی مرضی خدا کی ہم مٹا دیں نفس کو
گرچہ وہ سارے جہاں کا بھی کوئی سردار ہو

اس کی صحبت سے نہیں کچھ فائدہ ہو گا کبھی
بے عمل کوئی محبت کا علمبردار ہو

جب کسی بندہ پہ ہوتا ہے خدا کا فضلِ خاص
دم میں وہ ذُوالنور ہو گا گرچہ وہ ذُوالنار ہو

عُمر بھر کا تجربہ اختر کا ہے یہ دوستو
گر خدا چاہے تو پہلے عاشقِ ابرار ہو